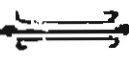


قصہ یوسف علیہ السلام آثار قدیمہ کی روشنی میں

از جناب حکیم عیش - اسروہوی صدر جمعیت علمائے برما - (زلگون)



قدیم مصری تاریخ میں صرف ایک ہی ایسا زمانہ آیا ہے جس میں ایک عبرانی غلام منصب وزارت عظمیٰ تک پہنچ کر امور مملکت میں پورا متصرف بن گیا ہو۔ یہ شخصیت حضرت یوسف کی تھی۔

عبرانیوں کے ساتھ جب زمانہ سازگار ہوا تو مصر ان کے قبضہ حکومت میں آ گیا۔ ان کا یہ عہد عہد کسوس کہلایا۔ عہد عقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ یوسف علیہ السلام کا زمانہ ۱۶۸۶ سے ۱۵۹۵ قبل مسیح تک تھا۔ آثار قدیمہ نے اس عہد سلطنت کسوس کو شباب کا زمانہ ظاہر کیا ہے۔

کسوس (چرواہوں) کی اصل نسل کا سٹامبورخین۔ علمائے عہد عقیق و فضلائے آثار قدیمہ میں اب تک مختلف فیہ چلا آ رہا ہے۔ بعض انہیں سامی بتاتے ہیں۔ بعض سینٹھیہ والے۔ بعض حتی (شمالی شام کے قدیم باشندے) بعض اکادی (اکاد علاقہ بابل کے وہ قدیم باشندے جو تورانی نسل تھے جنہوں نے کالڈی تمدن کے آثار چھوڑے) ہم اس اختلاف سے بچنے کے لیے اسی قدر عرض کرنا کافی سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ یہاں ایشیا سے آئے اور مصر میں حضرت ابراہیم کے وقت سے حکمرانی کرتے رہے۔

گھوڑا مصر میں ہی لائے تھے۔ رتھ مصر میں انہیں نے بنائے تھے۔ سواروں کا رسالہ انھیں نے تیار کیا تھا۔ ان سے پہلے مصر میں ان چیزوں کو کوئی بھی نہ جانتا تھا کیونکہ وادی نیل میں کوئی مرکزی حکومت نہ تھی۔ مصر مختلف خاندانوں کی کزور حکومتوں میں منقسم تھا اس لیے جب یہ قوم جو پان حملہ آور ہوئی تو زبردست دفاع ہوئے۔

کے سبب ملک مصر پر اس کا قبضہ ہو گیا

شاہان ہکسوس کے قدم سیکڑوں سال تک دریائے نیل کی سطح مرتفع پر جمے رہے اس سے آگے گو وادی نیل میں مصری خاندانوں کی ریاستیں تھیں مگر وہ بھی اکثر ان کے اقتدار میں تھیں ان کی قوت کو مانتی تھیں گو ان سے نئے حد نفور و بیزاری تھیں جب سوتق ہاتھ آتا تو ان کی مخالفت خطرناک بن جاتی آخر انھیں ریاستوں نے چند صدیوں کے بعد دولت ہکسوس کا پڑا کر ڈالا۔

ہکسوس مصر میں آئے تو یہیں کسی ثقافت کے مالک نہ تھے اس لیے مصر کا رنگ ان پر چڑھنے لگا حتیٰ کہ تھوڑے ہی دنوں میں یہ رنگ ایسا چو کھا ہو گیا کہ مصری معاشرت مصری طور پر بنی۔ انشاء خطاب رسم و رواج سب ان میں آگئے۔ مصری زبان ان کی زبان بن گئی۔ دفاتر میں دیسی باشندے بھر گئے۔ مصری علم و دانش کو عروج اور مصری ثقافت میں زندگی آگئی۔ ان میں اوز مصریوں میں اگر کوئی فرق و امتیاز تھا تو نہ سب کا تھا اور کوئی فرق و امتیاز نہ تھا۔ (قدیم اسرائیل و امم مجاورہ صفحہ ۱۵۸) لہٰذا کچھ تو جنسیت اور کچھ اختلاف مذہب ان دو باتوں نے اس اختلاط کے باوجود بھی مصریوں کے دل صاف نہونے دیے۔ چنانچہ ہیاکل مصریہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے ہکسوس (اہل مویشی) کو "فات" کا لقب دے رکھا تھا جس کے عہد عتیق میں معنی ہیں "مکر وہ" عہد عتیق میں بھی ایسا ہی مذکور ہے۔ "مصریوں کو ہر چو پان" سے نفرت ہے" (پیدائش ۲۶: ۳۴)۔

جب حضرت یعقوب علیہ السلام مع برادران یوسف مصر میں سکونت کے لیے داخل ہوئے تو یوسف علیہ السلام نے انھیں چپکے سے سمجھا دیا تھا کہ :-

"جب فرعون تم کو بلائے اور کہے کہ تمہارا پیشہ کیا ہے تو تم کہو تیرے غلام جو انی سے لیکر اب تک چوپانی کرتے رہے ہیں کیا ہم اور کیا ہمارے آباؤ اجداد کی زمین میں رہو اس لیے

کہ مصریوں کو ہر چہ پان سے نفرت ہے، (پیدائش ۴۶: ۳۳) جب فرعون کو معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کہسوس ہی کی قوم سے ہیں تو ہم قوم ہونے کی وجہ سے انہیں سکونت پذیر ہونے کی اجازت دیدی اگر یوسف علیہ السلام یہ بات نہ سمجھا دیتے تو فرعون انہیں نہ تو خاص رعایتیں دیتا نہ خاص مراتب پیش کرتا اس نے یوسف علیہ السلام سے کہا کہ :-

”اپنے باپ اور بھائیوں کو اس سرزمین کے ایک مقام میں جو سب سے بہتر ہے انہیں رکھ جشن کی زمین میں انہیں رہنے دے اگر تو جانتا ہے بعضے ان کے درمیان چالاک ہیں تو انکو میرے مواشی پر مختار کر۔“

اس بات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کہسوس اور یوسف علیہ السلام کی ایک ہی اصل و نسل تھی۔ جب یوسف علیہ السلام مصری غلام بنائے گئے اُس وقت مصر تختانی پڑھا اُن کہسوس کی حکومت تھی مگر انہیں اس قوم کے کسی رئیس نے نہیں خریدا تھا بلکہ ایک مصری نے خریدا تھا۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے۔

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاكَ مِنْ مِصْرَ
لِامْرَأَتِهِ اَكْرَمِي مَثْوَاكَ
اور اہل مصر میں سے جس نے یوسف کو خریدا
تھا اُس نے اپنی بیوی کو کہا کہ اسکو غرت سے رکھ
سے رکھ۔ کلام پاک میں اس شخص کو اہل مصر سے کہنے کا یہی مطلب ہے کہ اس وقت
حکومت اہل مصر کی نہ تھی۔

عہد عتیق میں بھی اسے مصری کہا ہے۔ پیدائش ۳۹ :-

”وہ وے مصری فوطیفار نام کہ خواجہ و سردار افواج خاصہ فرعون بود ویرا از دست اسما
کہ اور اہل سجا بردہ بودند خرید۔“

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مصری فرعون کے جلو داروں کا سردار تھا۔ اور شرب بارگاہ

مصر میں دریائے نیل سے آبیاری کے سبب نہایت شدید قحط پڑنا خیال میں کم آسکتا ہے اور پھر سات سال کا قحط ایک ایسا حادثہ عظیم ہے کہ ملحدین کے نزدیک اس کے لیے کتب مقدسہ کی شہادت کافی نہیں بلکہ مصر کے آثار قدیمہ میں اس کا ذکر ہونا ضروری ہے ایسے لوگوں کی تشفی کے لیے حال میں اس قحط کا مصدق ایک کتبہ دستیاب ہو گیا ہے۔ یہ کتبہ ایک شخص مسمیٰ بابا کا لکھا ہوا ہے جو "سکوانن راتا" سوم کی ملازمت میں تھا یہہ فوقانی دریائے نیل کی وادی میں اک رئیس تھا اس اطراف میں بکسوس کا تسلط پورا پورا نہ تھا۔ اس کتبے میں جس قحط کا ذکر ہے اس کا زمانہ یوسفؑ کے زمانہ سے مطابق ہے۔

یہ کتبہ جو بابا کے قصبے پر "ال کاب" میں ملا ہے۔ اس میں ہے کہ :-

"اناج بونے کے وقت میں خود نگران تھا۔ میں نے اناج فصل کے دیوتا کی رضا سے

جمع کیا اور جب کئی سال قحط پڑا تو میں نے ہر سال شہر میں غلہ تقسیم کیا"

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کے غلہ جمع کرنے کی خبریں اڑیں اور تعبیر خواب

کی بات پھیلی تو اوروں کے خلاف اُس نے ان پھین کر کے یوسف علیہ السلام کی پیروی کی اور اناج جمع کرتا رہا۔

یہ بات کہ خود شاہان بکسوس نے اس عظیم ابتلا کا ذکر کیوں نہیں کیا ان کا لکھوایا ہوا بھی تو کوئی

ایسا کتبہ ملنا چاہیے تھا تو اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ جب مصریوں نے اپنے ملک سے انہیں نکال دیا

تو اپنے تعصب و حقارت کی وجہ سے ان کا کوئی نشان باقی نہ رکھا تاکہ ان کے زمانہ کی ناگوار یاد

بھی ان کے آثار کے ساتھ ساتھ رخصت ہو جائے۔

بالفرض یہ وہ قحط نہ بھی ہو تو بھی ملک مصر میں اس سے کئی کئی سال قحط کا پڑنا ثابت ہوتا

ہے۔ اوریوں عہد یوسفؑ کے قحط کی تائید اس سے ہو جاتی ہے۔

جب حضرت یوسفؑ نے ارض مصر کے خزان کو اپنی تحویل میں لے لیا اور اناج کے تمام کھتے ان کے تصرف میں آگئے تو فرعون نے انہیں "صغناات فعینج" کا خطاب عنایت

یوسف علیہ السلام کے
مصری خطابات

کیا۔ عبرانی عہد عتیق میں بعینہ یہ مصری خطاب روایت کیا گیا ہے۔ قدیم عربی و فارسی ترجموں میں بھی اس کو بحال چھوڑ دیا ہے۔ مگر دوسری زبانوں کی بائبل میں اس کا ترجمہ کر دیا گیا ہے اردو بائبل میں اس کے معنی جہاں پناہ کے ہیں۔ جس سے خطاب کا اصلی مفہوم عنایت رہا ہو جاتا ہے۔ قدیم مصری میں اس کا لفظی مفہوم ہے "صاحب اخذیہ حیات" اصلی زبان کے اندر جن معنی میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ اور جو وسیع مطلب اس کا لیا جاتا ہے اس کو صحیح طور پر قرآن شریف نے ادا کیا ہے۔ یہ وہی منصب ہے جو یوسف علیہ السلام خود طلب فرماتے ہیں۔ قال اجعلنی علی خزائن الارض۔ الایہ۔ یوسف نے فرمایا کہ ملکی خزانوں پر مجھ کو مامور کر دو۔ یعنی صاحب خزان ارض بناؤ۔ یہ خطاب اسی عہدے کو ظاہر کرنے والا ہے۔

آب یوسف علیہ السلام کا یہ بھی ایک خطاب تھا مگر جب تک مصری تخریب کا حل نہ ہو کسی کو اس کا پتہ نہ چلا۔

عبرانی بائبل میں اس لقب کا ذکر تکوین ۴۵: ۸ میں ہے "اب" قدیم مصری لفظ ہے اور خطاب ہونے کی وجہ سے بعینہ عبرانی بائبل میں روایت ہوا ہے مگر یہ حقیقت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ترجمین نے اسے عبرانی لفظ سمجھ لیا ہے اور اس کا ترجمہ باپ کر کے عجیب اہمال پیدا کر دیا ہے۔ اس غلطی کے سبب سے آیت کا مطلب ایسا ضبط ہو جاتا ہے کہ کسی صورت سے کوئی معنی پیدا ہی نہیں ہوتے۔ بائبل کی یہ معنوی تحریف ایسی واضح ہے جس کو تمام محققین بائبل تسلیم کرتے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائیوں سے تہنیت فرما رہے ہیں کہ یہاں مجھے

خدا نے بھیجا ہے۔ اور اُس نے مجھے فرعون کا اَب بنایا ہے۔

(عربی) وَهُوَ قَدْ جَعَلَنِي آدًا لِّلْفِرْعَوْنَ (فارسی) ”واو مرا پدر بر فرعون ساخت“

(اردو) اور اُس نے مجھے فرعون کے باپ کی جگہ..... بنایا“

اَب کا ترجمہ باپ کرنے سے کتنی بے معنی بات ہو گئی بات یہ ہے کہ یہ قدیم مصری لفظ ہے

اور اس کا مفہوم وہ منصب ہے جو بادشاہ یعنی فرعون کے بعد ہو اس کا صحیح مرادف عربی میں عزیز ہے جو اصطلاحی لفظ ہے اور مصر کے وزراء کا عربی خطاب ہے۔

قرآن شریف میں یوسف علیہ السلام کے متعلق اس لقب کا اظہار ”یا ایہا العزیز“ الایہ۔ میں کیا ہے

قرآن شریف کی صحت کتنی ایمان کو تازہ کرنے والی اور بائبل کی غلطی کی گہبان ہے۔ صدق اللہ العلیٰ العظیم

وَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَ

مُهَيِّمًا عَلَيْهِ (آیۃ)۔ یعنی قرآن پچھلی کتاب کا مہین ذگہبان ہے۔

یوسف علیہ السلام کے قصہ میں ایک اور مصری اصطلاح آتی ہے۔ چونکہ اصطلاح کے لئے ”اَبْرِق“ خاص لفظ جو بالکل مطابق ہو دوسری زبان میں مشکل ملتا ہے۔ اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے بغزورت ایسی مصری اصطلاح ہی استعمال فرمائی ہیں۔ مگر ترجمین بائبل نے کہیں تو انہیں عبرانی لفظ

کھ لیا ہے اور کہیں تیس سے زخمہ کر ڈالا ہے۔ جیسے اَب جس کا ذکر ہو چکا ہے، وہ عبرانی زبان میں معنی باپ ہے

اور مصری زبان میں معنی وزیر۔ اسی طرح اَبْرِق ہے کہ مصری زبان میں اس کے معنی ہیں ”اپنے بائیں طرف“

اور عبرانی زبان میں اس کے معنی ہیں ”تعلیم کے لیے جھکننا“

چنانچہ اس لفظ کو عبرانی سمجھ کر بائبل کے ترجموں میں از کتاب غلط کیا گیا ہے۔ سفر تکوین ۴۱:

۴۳ میں ہے :-

(عربی) وَ نَادُوا اِمَامًا اَرْكَعُوا۔

(فارسی) ”پیش رو پیش ندامیکر دند کہ زانو زیند“

(اردو) ”اور اُس (فرعون) نے اُسے (یوسفؑ) کو اپنی دوسری گاڑی میں سوار کر دیا تب اس کے آگے منادی کی گئی۔ سب ادب سے رہو،“ مصر میں اس وقت سواری کو رستنے کے بائیں طرف چلانے کا رواج تھا جیسا کہ آج بھی اکثر ممالک میں ہے حضرت موسیٰ نے یوسفؑ کے حشم اور جلوہ داری کی تصویر اتاری ہے کہ وہ عزیز مصر ہو کر جب باہر نکلتے تھے تو آگے آگے پیشرو سامنے آنے والوں کی آگاہی کے لیے پکارتے تھے کہ ”ابرق، ابرق“ (اپنے بائیں رہ)۔ بائبل کا ترجمہ ارکوعا یا زانو زیند صحت کے لحاظ سے درست نہیں ہے۔

خزانہ ارض مصر پر مامور ہونے کے بعد جب سال با

تمکین حکومت و اتساع سلطنت | غلطی کی سختی بہت ہی بڑھ گئی تو یوسف علیہ السلام نے

اول سال نقد کے عوض اناج دیا پھر چوپاؤں کے عوض بائبل ۴۷ : ۱۸-۲۱ میں ہے :-

”جب وہ سال گزر گیا تو وہ دوسرے سال اُس کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ ہم اپنے خداوند سے نہیں چھپاتے کہ ہمارا نقد خرچ ہو چکا۔ ہمارے خداوند نے ہمارے چوپاؤں کے گلے بھی لے لیے سو ہمارے خداوند کی نگاہ میں ہمارے بدنوں اور زمینوں کے سوا کچھ باقی نہیں“

”پس ہم اپنی زمینوں سمیت تیری آنکھوں کے سامنے کیوں ہلاک ہوں۔ ہم کو اور ہماری زمین کو روٹی پر ہول لے اور ہم اپنی زمین سمیت فرعون کی غلامی میں رہیں گے۔ اور وہ دے تاکہ ہم جیسے اور نہ مریں کہ زمین ویران نہ ہو جائے اور یوسفؑ نے مصر کی ساری زمین فرعون کے لیے مولیٰ کیوں کہ مصریوں میں سے ہر شخص نے اپنی زمین بیچی کہ کال نے اُن کو نیپٹ تنگ کیا تھا۔ سو زمین فرعون کی ہوئی رہے لوگ! سو اُس نے اُنھیں شہروں میں مصر کے اطراف کی ایک حد سے دوسری حد تک بسایا“

اس سلوک کی اصلی وجہ مجبلاً اوپر بھی مذکور ہو چکی ہے یعنی مصریوں کا دل میں قوم کہوس کو

مکروہ رکھنا اور فوقانی نیل کے تین چار شاہی سلسلوں کا جو حکمرانی کر رہے تھے پورا مطیع نہ بننا اور شورش و بغاوت کرتے رہنا۔

جب یہ لوگ یوسف علیہ السلام کے پاس آئے اور وعدہ کیا کہ اپنی زمین سمیت فرعون کی غلامی میں ہینگے جس سے متبادر ہوتا ہے کہ وہ پورے فرماں بردار نہ تھے تو یوسفؑ نے ان کی زمین لے لی تاکہ رقبہ اطاعت اس معاملہ سے ان کی گردنوں میں پڑا رہے۔ اس طرح ہمسوس کی سلطنت کو حضرت یوسفؑ کی تدبیر و سیاسی قابلیت کی وجہ سے بڑی تمکین و وسعت حاصل ہو گئی۔ قرآن شریف میں ”و کذالک مکتا لیوسف فی الارض“ اور ہم نے اسی طرح یوسف کو اس سرزمین میں خوب قوت دی۔ اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اور ان کی سیاسی قابلیت کا بھی اظہار ہے۔

